دارالاسلام پہنچ گئے'' ۔ ۱۶ مارچ کو تو ادارہ قائم ہی نہیں ہوا تھا (یہ اکتوبر ۱۹۳۸ء میں قائم ہوا' ص ۳۶)۔ ادارے کے قیام سے پہلے ہی کوئی شخص اس کا سربراہ کیسے ہوسکتا ہے؟--- اس بات میں بھی مبالغہ ہے کہ ۱۹۳۸ء میں دارالاسلام کی کل آبادی چار پانچ افراد سے زیادہ نہ تھی (ص ۵۵)۔ اگلے ہی صفحات میں جن اصحاب اور ان کے اہل خانہ کا تذکرہ کیا گیا ہے' ان کی تعداد کم از کم ۵۰' ۶۰ بنتی ہے۔ صفحات ۵۶ تا ۶۰ کی تفصیل ۱۹۳۸ء کے ذیل میں دی گئی ہے' مگر ہمیں اس کی صحت پر شبہہ ہے۔ یہ حالات ۱۹۴۲ء اور ۱۹۴۷ء کے درمیانی زمانے کے ہیں۔

ہمارے خیال میں ابھی اس موضوع پر کہیں زیادہ دقت نظر اور کاوش کے ساتھ تحقیق کرنے کی ضرورت ہے۔ (ر - ہ)

آخری صلیبی جنگیں' حصہ اوّل و دوم۔ عبدالرشید ارشد' النور ٹرسٹ' جوہر آباد۔ صفحات: ۱۸۴' ۲۷۰۔ قیمت: ۱۰۰' ۱۲۵ روپے۔

عبدالرشید ارشد صاحب ملت اسلامیہ کو دشمنوں کے منصوبوں' تدبیروں' چالوں اور کارگزاریوں سے آگاہ کرنے کے لیے جس جہاد میں مصروف ہیں' یہ دونوں کتابیں اس کا ثبوت ہیں۔ ان کے نزدیک حقیقی دشمن ایک ہے: یہود' وہی اپنے حقائق (protocols) کے مطابق دنیا کو انگلیوں پر نچا رہے ہیں اور ہمارے سب دشمنوں (ہنود و نصاریٰ و کمیونسٹ) کی ڈور ہلا رہے ہیں۔ مصنف کی محنت اور نظر رسا کی داد نہ دینا زیادتی ہوگی۔ انھوں نے اس 'آخری' صلیبی جنگ کے تمام ہی محاذوں کا جائزہ لیا ہے اور دشمن جو کچھ کر رہا ہے اسے شواہد کے ساتھ پیش کیا ہے۔ اختیارات کی نچلی سطح تک منتقلی ہو' خاندانی منصوبہ بندی ہو' میڈیا خصوصاً ٹی وی میں اخلاقی اقدار کا جنازہ نکالنا ہو' تعلیم سے لاپروائی یا اسے سیکولر بنانا ہو' عیسائیت کی کھلے عام تبلیغ ہو' اسلامی احکامات کا استہزا ہو' این جی اوز کا کردار ہو' غرض اُمت مسلمہ' خصوصاً پاکستان کے موجودہ منظرنامے پر جو کچھ ہو رہا ہے' اس کی خوب مستند تصویرکشی کی گئی ہے اور دردمندوں کو جھنجھوڑا ہے۔ بعض این جی اوز کے رسالوں میں خواتین کے حوالے سے اسلامی احکامات کا جس طرح مضحکہ اڑایا جاتا ہے وہ تبصرہ نگار کے لیے ناقابل یقین ہوتیں اگر ان کی نقول نہ دی گئی ہوتیں۔ سراسر مسلمانوں کی غیرت کو للکارنے والا انداز ہے۔ حیرت ہوتی ہے کہ للکارنے والے مسلمان ہیں۔ اس طرح کی کتابوں کی حقیقی افادیت یہ ہے کہ ان کی اشاعت عام ہو۔ بدقسمتی سے ہمارے ملک میں ایسا کوئی نیٹ ورک نہیں کہ اس نوعیت کی کتابیں تعلیمی اداروں کی اور پبلک لائبریریوں میں خرید لی جائیں۔